زکوٰۃ

برادران اسلام! نماز کے بعد اسلام کا سب سے بڑا رکن زکوٰۃ ہے۔ عام طور پر چونکہ عبادات کے سلسلہ میں نماز کے بعد روزے کا نام لیا جاتا ہے، اس لیے لوگ یہ سمجھنے لگے ہیں کہ نماز کے بعد روزے کا نمبر ہے۔ مگر قرآن مجید سے ہم کو معلوم ہوتا ہے کہ اسلام میں نماز کے بعد سب سے بڑھ کر زکوٰۃ کی اہمیت ہے۔ یہ دو بڑے ستون ہیں جن پر اسلام کی عمارت کھڑی ہوتی ہے۔ ان کے ہٹنے کے بعد اسلام قائم نہیں رہ سکتا۔

زکوٰۃ کے معنی ہیں پاکی اور صفائی کے۔ اپنے مال میں سے ایک حصہ حاجت مندوں اور مسکینوں کے لیے نکالنے کو زکوٰۃ اس لیے کہا گیا کہ اس طرح وہ مال، اور اس مال کے ساتھ خود آدمی کا نفس بھی پاک ہو جاتا ہے۔ جو شخص خدا کی بخشی ہوئی دولت میں سے خدا کے بندوں کا حق نہیں نکالتا اس کا مال ناپاک ہے اور مال کے ساتھ اس کا نفس بھی ناپاک ہے، کیونکہ اس کے نفس میں احسان فراموشی بھری ہوئی ہے۔ اس کا دل اتنا تنگ ہے، اتنا خود غرض ہے، اتنا زر پرست ہے کہ جس خدا نے اس کو اس کی حقیقی ضرورت سے زیادہ دولت دے کر اس پر احسان کیا، اس کے احسان کا حق ادا کرتے ہوئے بھی اس کا دل دکھتا ہے۔ ایسے شخص سے کیا امید کی جا سکتی ہے کہ وہ دنیا میں کوئی نیکی بھی خدا کے واسطے کر سکے گا، کوئی قربانی بھی محض اپنے دین و ایمان کی خاطر برداشت کرے گا؟ لہٰذا ایسے شخص کا دل بھی ناپاک اور اس کا وہ مال بھی ناپاک جسے وہ اس طرح جمع کرے۔

اللہ تعالیٰ نے زکوٰۃ کا فرض عائد کر کے ہر شخص کو امتحان میں ڈالا ہے۔ جو شخص بخوشی اپنے ضرورت سے زیادہ مال میں سے خدا کا حق نکالتا ہے اور اس کے بندوں کی مدد کرتا ہے وہی اللہ کے

کام کا آدمی ہے اور وہی اس لائق ہے کہ ایمانداروں کی جماعت میں اس کا شمار کیا جائے۔ اور جس کا دل اتنا تنگ ہے کہ وہ اتنی ذرا سی قربانی بھی خداوند عالم کے لیے برداشت نہیں کر سکتا، وہ اللہ کے کسی کام کا نہیں، اور وہ ہرگز اس لائق نہیں کہ اہل ایمان کی جماعت میں داخل کیا جائے۔ وہ ایک سڑا ہوا عضو ہے جسے جسم سے الگ ہی کر دینا بہتر ہے ورنہ سارے جسم کو سڑا دیگا۔ یہی وجہ ہے کہ سرکار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جب عرب کے بعض قبیلوں نے زکوٰۃ دینے سے انکار کیا تو جناب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ان سے اس طرح جنگ کی جیسے کافروں سے کی جاتی ہے، حالانکہ وہ لوگ نماز پڑھتے تھے اور خدا اور رسولؐ کا اقرار کرتے تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ زکوٰۃ کے بغیر نماز روزہ اور ایمان کی شہادت سب بیکار ہیں، کسی چیز کا بھی اعتبار نہیں کیا جا سکتا۔

قرآن مجید اٹھا کر دیکھیے۔ آپ کو نظر آئے گا کہ قدیم زمانہ سے تمام انبیاء کی امتوں کو نماز اور زکوٰۃ کا حکم لازمی طور پر دیا گیا ہے، اور دین اسلام کبھی کسی نبی کے زمانہ میں بھی ان دو چیزوں سے خالی نہیں رہا۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام اور ان کی نسل کے انبیاء کا ذکر فرمانے کے بعد ارشاد ہوتا ہے:

وَجَعَلْنٰهُمْ اَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا وَاَوْحَيْنَآ اِلَيْهِمْ فِعْلَ الْخَيْرٰتِ وَاِقَامَ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَآءَ الزَّكٰوةِ وَكَانُوْا لَنَا عٰبِدِيْنَ ۔ (الانبیاء - ۴)

ہم نے ان کو انسانوں کا پیشوا بنایا اور وہ ہمارے حکم کے مطابق لوگوں کی ہدایت کرتے تھے۔ ہم نے وحی کے ذریعہ سے ان کو نیک کام کرنے اور نماز پڑھنے اور زکوٰۃ دینے کی تعلیم دی اور وہ ہمارے عبادت گزار تھے

سیدنا اسماعیل علیہ السلام کے متعلق ارشاد ہے:-

وَكَانَ يَاْمُرُ اَهْلَهٗ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ وَكَانَ عِنْدَ رَبِّهٖ مَرْضِيًّا (مریم - ۴)

وہ اپنے لوگوں کو نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیتے تھے اور وہ اللہ کے نزدیک برگزیدہ تھے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کے لیے دعا کی کہ خدایا ہمیں اس دنیا کی بھلائی بھی عطا کر

اور آخرت کی بھلائی بھی۔ آپ کو معلوم ہے کہ اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے کیا فرمایا؟ جواب میں ارشاد ہوا:۔

عَذَابِیْٓ اُصِیْبُ بِہٖ مَنْ اَشَآءُ وَرَحْمَتِیْ وَسِعَتْ کُلَّ شَیْءٍ فَسَاَکْتُبُھَا لِلَّذِیْنَ یَتَّقُوْنَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَالَّذِیْنَ ھُمْ بِاٰیٰتِنَا یُؤْمِنُوْنَ ۔ (الاعراف - ۱۹)	میں اپنے عذاب میں جسے چاہوں گا گھیروں گا۔ اگرچہ میری رحمت ہر چیز پر چھائی ہوئی ہے، مگر اس رحمت کو میں انہی لوگوں کے حق میں لکھوں گا جو مجھ سے ڈریں گے اور زکوٰۃ دیں گے اور ہماری آیات پر ایمان لائیں گے۔

حضرت موسیٰ کی قوم چونکہ چھوٹے دل کی تھی اور روپے پر جان دیتی تھی، جیسا کہ آج بھی یہودیوں کا حال آپ دیکھتے ہیں، اس لیے اللہ تعالیٰ نے اتنے بڑے جلیل القدر پیغمبر کی دعا کے جواب میں صاف فرما دیا کہ تمہاری اُمت اگر زکوٰۃ کی پابندی کرے گی تب تو اس کے لیے میری رحمت کا وعدہ ہے، ورنہ ابھی سے صاف سن رکھو کہ وہ میری رحمت سے محروم ہو جائے گی اور میرا عذاب اسے گھیر لے گا۔ چنانچہ حضرت موسیٰ کے بعد بھی بار بار بنی اسرائیل کو اس بات پر تنبیہ کی جاتی رہی۔ بار بار ان سے عہد لیے گئے کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں اور نماز و زکوٰۃ کی پابندی کریں (سورۂ بقرہ۔ رکوع ۱۰)۔ یہاں تک کہ آخر میں صاف نوٹس دے دیا گیا کہ:۔

وَقَالَ اللّٰہُ اِنِّیْ مَعَکُمْ لَئِنْ اَقَمْتُمُ الصَّلٰوۃَ وَاٰتَیْتُمُ الزَّکٰوۃَ وَاٰمَنْتُمْ بِرُسُلِیْ وَعَزَّرْتُمُوْھُمْ وَاَقْرَضْتُمُ اللّٰہَ قَرْضًا حَسَنًا (المائدہ - ۳)	یعنی اللہ نے فرمادیا کہ اے بنی اسرائیل اگر تم نماز پڑھتے اور زکوٰۃ دیتے رہو اور میرے رسولوں پر ایمان لاؤ اور جو رسول آئیں ان کی مدد کرو اور اللہ کو قرض حسن دو تب تو میں تمہارے ساتھ ہوں (ورنہ تمہیں میری رحمت کی امید نہ رکھنی چاہیے)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے آخری نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام تھے۔ سو ان کو بھی اللہ تعالیٰ نے نماز اور زکوٰۃ کا ساتھ ساتھ حکم دیا، جیسا کہ سورۂ مریم میں ہے:۔

وَجَعَلَنِي مُبٰرَكًا اَيْنَ مَا كُنْتُ — اللہ نے مجھے برکت دی ہے جہاں بھی میں رہوں۔ اور مجھے
وَاَوْصٰنِي بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ — ہدایت فرمائی ہے کہ نماز پڑھوں اور زکوٰۃ دیتا رہوں جب
مَادُمْتُ حَيًّا (مریم - ۲) — تک زندہ رہوں۔

اس سے آپ کو معلوم ہو گیا کہ دین اسلام ابتدا سے ہر نبی کے زمانے میں نماز اور زکوٰۃ کے ان دو بڑے ستونوں پر قائم ہوا ہے، اور کبھی ایسا نہیں ہوا کہ خدا پر ایمان رکھنے والی کسی امت کو بھی ان دو فرضوں سے معاف کیا گیا ہو۔

اب دیکھیے کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت میں یہ دونوں فرض کس طرح ساتھ ساتھ لگے ہوئے ہیں۔ قرآن مجید کھولتے ہی سب سے پہلے جن آیات پر آپ کی نظر پڑتی ہے وہ کیا ہیں؟ یہ کہ:-

ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ — یہ قرآن ایسی کتاب ہے جس میں کوئی بات شک کی نہیں ہے
فِيْهِ ـ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ — (یعنی علم ہی علم ہے) یہ پرہیزگاروں کو دنیا میں زندگی کا سیدھا
الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ — راستہ بتاتا ہے اور پرہیزگار وہ لوگ ہیں جو غیب پر ایمان
الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ — لاتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں اور جو رزق ہم نے ان کو دیا ہے اس
يُنْفِقُوْنَ (البقرہ - ۱) — میں سے راہ خدا میں خرچ کرتے ہیں۔

پھر فرمایا اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ "ایسے ہی لوگ اپنے پروردگار کی طرف سے ہدایت یافتہ ہیں اور فلاح ایسے ہی لوگوں کے لیے ہے"۔ یعنی جن میں ایمان نہیں اور جو نماز اور زکوٰۃ کے پابند نہیں وہ نہ ہدایت پر ہیں اور نہ انہیں فلاح نصیب ہو سکتی ہے۔

اس کے بعد اسی سورۂ بقرہ کو پڑھتے جائیے چند صفحوں کے بعد پھر حکم ہوتا ہے:-

اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَارْكَعُوْا — نماز کی پابندی کرو اور زکوٰۃ دو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ

مَعَ الرّٰکِعِیْنَ ۔ (البقرہ ۴ - ۵) رکوع کرو (یعنی جماعت کے ساتھ نماز پڑھو) ۔

پھر تھوڑی دور آگے چل کر اسی سورہ میں ارشاد ہوا:۔

لَیْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِى الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَالسَّآئِلِيْنَ وَفِى الرِّقَابِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا وَالصّٰبِرِيْنَ فِى الْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ وَحِيْنَ الْبَاْسِ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ (البقرہ ۲۲)

نیکی محض اس کا نام نہیں ہے کہ مشرق یا مغرب کی طرف تم نے منہ کر لیا۔ بلکہ نیکی اس شخص کی ہے جس نے اللہ اور آخرت اور ملائکہ اور کتاب الٰہی اور پیغمبروں پر ایمان رکھا اور اللہ کی محبت میں اپنے حاجت مند رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں اور سائلوں پر اپنا مال خرچ کیا اور لوگوں کو قرض یا غلامی یا اسیری سے اپنی گردنیں چھڑانے میں مدد دی، اور نماز کی پابندی کی اور زکوٰۃ ادا کی۔ اور نیک وہ لوگ ہیں جو عہد کرنے کے بعد اپنے عہد کو پورا کریں اور مصیبت اور نقصان اور جنگ کے موقع پر صبر کے ساتھ راہ حق پر ڈٹ جائیں۔ ایسے ہی لوگ سچے مسلمان ہیں اور ایسے ہی لوگ متقی و پرہیزگار ہیں۔

پھر آگے دیکھیے سورۂ مائدہ میں کیا ارشاد ہوتا ہے:۔

اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رٰكِعُوْنَ ۔ وَمَنْ يَّتَوَلَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغٰلِبُوْنَ (المائدہ ۴ - ۸)

مسلمانو! تمہارے حقیقی دوست اور مددگار صرف اللہ اور رسول اور ایمان دار لوگ ہیں۔ یعنی ایسے لوگ جو نماز پڑھتے اور زکوٰۃ دیتے اور خدا کے آگے جھکتے ہیں پس جو شخص اللہ اور رسول اور ایسے ایماندار لوگوں کو دوست بنائے وہ اللہ کی پارٹی کا آدمی ہے اور اللہ کی پارٹی ہی غالب ہونے والی ہے ۔

اس عظیم الشان آیت میں ایک بڑا قاعدہ بیان کیا گیا ہے۔ سب سے پہلے تو اس آیت سے آپ کو یہ معلوم ہو گیا کہ اہل ایمان صرف وہ لوگ ہیں جو نماز پڑھتے اور زکوٰۃ دیتے ہیں۔ ان دو ارکان اسلام سے جو لوگ روگردانی کریں ان کا دعوائے ایمان ہی جھوٹا ہے۔ پھر اس آیت سے یہ معلوم ہوا کہ اللہ اور رسول اور اہل ایمان کی ایک پارٹی ہے، اور ایمان دار آدمی کا کام یہ ہے کہ سب سے الگ ہو کر اسی پارٹی میں شامل ہو جائے۔ جو مسلمان اس پارٹی سے باہر رہنے والے کسی شخص کو خواہ وہ باپ ہو، بھائی ہو، بیٹا ہو، ھمسایہ یا ہم وطن ہو یا کوئی بھی ہو، اگر وہ اس کو اپنا دوست بنائے گا اور اس سے محبت اور مددگاری کا تعلق رکھے گا تو اسے یہ امید نہ رکھنی چاہیے کہ اللہ اس سے مددگاری کا تعلق رکھنا پسند فرمائے گا۔ سب سے آخر میں اس آیت سے یہی معلوم ہوا کہ اہل ایمان کو دنیا میں غلبہ صرف اسی وقت ہو سکتا ہے جب وہ یکسو ہو کر اللہ اور رسول اور صرف اہل ایمان ہی کو اپنا ولی، مددگار، دوست اور ساتھی بنائیں۔

اب آگے چلیے۔ سورۂ توبہ میں اللہ تعالےٰ نے مسلمانوں کو کفار و مشرکین سے جنگ کا حکم دیا ہے اور مسلسل کئی رکوعوں تک جنگ ہی کے متعلق ھدایات دی ہیں۔ اس سلسلہ میں ارشاد ہوتا ہے:

فَإِنْ تَابُوا وَأَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَآتَوُا الزَّكٰوةَ فَإِخْوَانُكُمْ فِي الدِّينِ ۔ (التوبہ - ۲)	پھر اگر وہ کفر و شرک سے توبہ کریں، ایمان لے آئیں اور نماز پڑھیں اور زکوٰۃ دیں تو وہ تمہارے دینی بھائی ہیں۔

یعنی محض کفر و شرک سے توبہ کرنا اور ایمان کا اقرار کر لینا کافی نہیں ہے۔ اس بات کا ثبوت کہ وہ واقعی کفر و شرک سے تائب ہو گئے ہیں اور حقیقت میں ایمان لائے ہیں، صرف اس طرح مل سکتا ہے کہ وہ نماز کی پابندی کریں اور زکوٰۃ دیں۔ لہٰذا اگر وہ اپنے اس عمل سے اپنے ایمان کا ثبوت دے دیں تب تو وہ تمہارے دینی بھائی ہیں، ورنہ ان کو بھائی نہ سمجھو اور ان سے جنگ بند نہ کرو۔

پھر آگے چل کر اسی سورہ میں فرمایا:-

وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَاۤءُ
بَعْضٍ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ
عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ
وَيُطِيْعُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ اُولٰۤئِكَ
سَيَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ ۔ (التوبہ - ۹)

مومن مرد اور مومن عورتیں ہی ایک دوسرے کے ولی اور مددگار ہیں۔ اور ان مومن مردوں اور عورتوں کی صفات یہ ہیں کہ وہ نیکی کا حکم دیتے ہیں، بدی سے روکتے ہیں، نماز قائم کرتے ہیں، زکوٰۃ دیتے ہیں، اور خدا اور رسول کی اطاعت کرتے ہیں، ایسے ہی لوگوں پر اللہ رحمت فرمائے گا۔

سُن لیا آپ نے! کوئی شخص مسلمانوں کا دینی بھائی بن نہیں سکتا جب تک کہ وہ اقرار ایمان کرکے عملاً نماز اور زکوٰۃ کی پابندی نہ کرے۔ ایمان، نماز اور زکوٰۃ، یہ تین چیزیں مل کر ایمان داروں کی جماعت بناتی ہیں۔ جو لوگ ان تینوں کے پابند ہیں وہ اس پاک جماعت کے اندر ہیں اور اُنہی کے درمیان دوستی، محبت، رفاقت، مددگاری کا تعلق ہے۔ اور جو ان کے پابند نہیں وہ اس جماعت کے باہر ہیں خواہ نام کے مسلمان ہی کیوں نہ ہوں۔ ان سے دوستی، محبت اور رفاقت کا تعلق رکھنے کے معنی یہ ہیں کہ تم نے اللہ کے قانون کو توڑ دیا اور اللہ کی پارٹی کو منتشر کر دیا۔ پھر تم دنیا میں غالب ہو کر رہنے کی امید نہیں کر سکتے۔

اور آگے چلیے۔ سورۂ حج میں ارشاد ہوتا ہے کہ:-

وَلَيَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ اِنَّ اللّٰهَ
لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ ۔ اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِى الْاَرْضِ
اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا
بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ وَلِلّٰهِ
عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ ۔ (الحج - ۶)

اللہ ضرور ان کی مدد کرے گا جو اس کی مدد کریں گے، اور اللہ زبردست قوت والا اور سب پر غالب ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کو اگر ہم زمین میں حکومت بخشیں تو یہ نماز قائم کریں گے، زکوٰۃ دیں گے، نیکی کا حکم دیں گے اور بدی سے روکیں گے، اور سب چیزوں کا انجام خدا کے ہاتھ میں ہے۔

اس آیت میں مسلمانوں کو بھی وہی نوٹس دیا گیا ہے جو بنی اسرائیل کو دیا گیا تھا۔ ابھی آپ کو سُنا چکا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو کیا نوٹس دیا تھا۔ ان سے صاف فرما دیا تھا کہ میں اسی وقت تک تمہارے ساتھ ہوں جب تک تم نماز پڑھتے اور زکوٰۃ دیتے رہو گے اور میرے نبیوں کے مشن میں ان کا ساتھ دو گے یعنی میرے قانون کو دُنیا میں نافذ کرنے کی کوشش کرتے رہو گے۔ جونہی تم نے اس کام کو چھوڑا، پھر میں اپنا ہاتھ تمہاری مدد سے کھینچ لوں گا۔ ٹھیک یہی بات اللہ نے مسلمانوں سے بھی فرمائی ہے۔ ان سے صاف کہہ دیا ہے کہ اگر زمین میں طاقت حاصل کر کے تم نماز قائم کرو گے اور زکوٰۃ دو گے اور نیکیاں پھیلاؤ گے اور بدیوں کو مٹاؤ گے، تب تو میں تمہارا مددگار ہوں اور مجھ سے زیادہ طاقتور مددگار کوئی کہاں سے لا سکتا ہے؟ میں جس کا مددگار ہوں اسے کون دبا سکتا ہے؟ لیکن اگر تم نے نماز اور زکوٰۃ سے منہ پھیرا اور زمین میں حکومت اور طاقت حاصل کر کے نیکیوں کے بجائے بدیاں پھیلائیں اور بدیوں کے بجائے نیکیوں کو مٹانا شروع کیا، اور میرا کلمہ بلند رکھنے کے بجائے اپنا کلمہ بلند کرنے لگے اور خراج وصول کر کے اپنے لیے زمین میں جنتیں بنانے ہی کو وراثت ارضی کا مقصود سمجھ لیا تو سُن رکھو کہ میری مدد تمہارے ساتھ نہ ہوگی۔ پھر شیطان ہی تمہارا مددگار رہ جائے گا۔

اللہ اکبر! کتنا بڑا عبرت کا مقام ہے۔ جو دھمکی بنی اسرائیل کو دی گئی تھی، اس کو انہوں نے خالی خولی زبانی دھمکی سمجھا اور اس کے خلاف عمل کر کے اپنا انجام دیکھ لیا کہ آج روئے زمین پہ مارے مارے پھر رہے ہیں، جگہ جگہ سے نکالے جا رہے ہیں، اور کہیں ٹھکانا نہیں پاتے۔ کروڑہا کروڑ روپے کے کھتّے ان کے پاس بھرے ہیں، دنیا کی سب سے زیادہ دولت مند قوم ہیں، مگر یہ روپیہ ان کے کسی کام نہیں آتا۔ نماز کے بجائے بدکاری اور زکوٰۃ کے بجائے سود خواری کا ملعون طریقہ اختیار کر کے انہوں نے خود بھی خدا کی لعنت اپنے اوپر مسلّط کرا لی اور اب اس

لعنت کو لیے ہوئے طاعون کے چوہوں کی طرح دنیا بھر میں اسے پھیلاتے پھر رہے ہیں۔ یہی دھمکی مسلمانوں کو دی گئی اور مسلمانوں نے اس کی کچھ پروا نہ کر کے نماز اور زکوٰۃ سے غفلت کی، اور خدا کی بخشی ہوئی طاقت کو نیکیاں پھیلانے اور بدیوں کو مٹانے میں استعمال کرنا چھوڑ دیا۔ اس کا نتیجہ دیکھ لو کہ حکومت کے تخت سے اتار کر پھینک دیے گئے۔ دنیا بھر میں ظالموں کا تختۂ مشق بن رہے ہیں، اور روئے زمین میں ہر جگہ ضعیف اور مغلوب ہیں۔ نماز اور زکوٰۃ کو چھوڑنے کا انجام بد تو دیکھ چکے۔ اب ان میں ایک جماعت ایسی پیدا ہوئی ہے جو مسلمانوں کو بے حیائی، فحش اور بدکاری میں مبتلا کرنا چاہتی ہے، اور ان سے کہہ رہی ہے کہ تمہارے افلاس کا علاج یہ ہے کہ بینک اور انشورنس کمپنیاں قائم کرو اور سود خواری شروع کر دو۔ خدا کی قسم اگر انھوں نے یہ کیا تو وہی ذلت اور خواری ان پر مسلّط ہو کر رہے گی جس میں یہودی مبتلا ہوئے ہیں، اور یہ بھی خدا کی اُس لعنت میں گرفتار ہو جائیں گے جس نے بنی اسرائیل کو گھیر رکھا ہے۔

برادرانِ اسلام! آئندہ خطبوں میں آپ کو بتاؤں گا کہ زکوٰۃ کیا چیز ہے، کتنی بڑی طاقت اللہ نے اس چیز میں بھر دی ہے، اور آج جس رحمت خداوندی کو مسلمان ایک معمولی چیز سمجھ رہے ہیں وہ حقیقت میں کتنی بڑی برکتیں رکھتی ہے۔ آج کے خطبہ میں میرا مقصد آپ کو صرف یہ بتانا تھا کہ نماز اور زکوٰۃ کا اسلام میں درجہ کیا ہے۔ بہت سے مسلمان سمجھتے ہیں کہ نماز نہ پڑھ کر اور زکوٰۃ نہ دے کر بھی وہ مسلمان رہتے ہیں۔ مگر قرآن اس کی صاف الفاظ میں تردید کرتا ہے۔ قرآن کی رُو سے کلمۂ طیّبہ کا اقرار ہی بے معنی ہے اگر آدمی اس کے ثبوت میں نماز اور زکوٰۃ کا پابند نہ ہو۔ اسی بنا پر حضرت ابوبکرؓ نے زکوٰۃ سے انکار کرنے والوں کو کافر سمجھ کر ان کے خلاف تلوار اُٹھائی تھی، جیسا کہ میں ابھی آپ سے بیان کر چکا ہوں۔ صحابۂ کرامؓ کو ابتدا میں شبہ تھا کہ آیا وہ مسلمان جو خدا اور رسول کا اقرار کرتا ہے اور نماز بھی پڑھتا ہے، ان لوگوں کے زمرہ میں شامل کیا جا سکتا

ہے یا نہیں جن پر تلوار اٹھانے کا حکم ہے۔ مگر جب حضرت ابوبکرؓ جن کو اللہ نے مقام نبوت کے قریب درجہ عطا فرمایا تھا، اپنی بات پر اڑ گئے اور انہوں نے اصرار کے ساتھ فرمایا کہ خدا کی قسم اگر یہ لوگ اس زکوٰۃ میں سے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں دیا کرتے تھے، اونٹ باندھنے کی ایک رسی بھی روکیں گے تو میں ان پر تلوار اٹھاؤں گا، تو بالآخر تمام صحابہؓ کے دلوں کو اللہ نے حق کے لیے کھول دیا اور سب نے یہ بات تسلیم کر لی کہ زکوٰۃ سے انکار کرنے والے پر جہاد کرنا چاہیے۔ قرآن مجید تو صاف کہتا ہے کہ زکوٰۃ نہ دینا اُن مشرکین کا کام ہے جو آخرت کے منکر ہیں۔ وَوَيْلٌ لِّلْمُشْرِكِينَ الَّذِينَ لَا يُؤْتُونَ الزَّكٰوةَ وَهُم بِالْآخِرَةِ هُمْ كٰفِرُونَ۔ (حٰمٓ سجدہ ۔ ۱) "تباہی ہے ان مشرکوں کے لیے جو زکوٰۃ نہیں دیتے اور آخرت سے منکر ہیں"۔